اخبار نور افشاں لودیانہ

اخبار
صداقت
اظہار پنجشنبہ کو
شائع ہوتا ہے جسمیں
مفید علمی و مذہبی مضامین
مختلف قطعات ہر بارہ مصادر کی
منقولات و تاریخیات وغیرہ شائع ہوتے
ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کوئی شرط نہیں
اور بہار بعد کے رہے

اخبار
دیا جاتا ہے
[illegible]
[illegible]
شخص سے زیادہ ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اشتہارات مفید عام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ارسال [illegible]
اور خبریں [illegible]

نور افشاں [illegible] اُٹھ اور روشن ہو تیری سیاہی [illegible]

حقیقی نور [illegible] کہ دنیا میں ہر ایک شخص کو روشن کرتا [illegible]

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۲۶ | مطبوعہ ۲۷ جون ۱۸۸۹ء بروز پنجشنبہ | جلد ۱۷

نور افشاں

مطبوعہ ۲۷ جون ۱۸۸۹ء بروز پنجشنبہ

سمجھ کا پھیر

ایک نوجوان آریا بنام مرلیدھر نے آریہ گزٹ میں مندرجہ عنوان آرٹیکل شائع کروایا ہی۔ اسمیں حضرت نے سمجھ کا پھیر اور دیگر لوگوں کا ثابت کیا ہی۔ حالانکہ خود آنحضرت ہی کی سمجھ کا پھیر ہی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہی "اگر کوئی بیان کرنے والے کو بدزبان کہے تو ہم سوائے اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ نرا کودن ہی۔ کیونکہ بیان کرنے والے نے جو کچھ کہا اپنی طرف سے نہیں کہا۔ کوئی جھوٹا الزام نہیں لگایا انہیں کی متبرک کتابوں سے جنکو وہ کلام الٰہی مانتے ہیں دکھایا ہی۔ اگر وہ کسی کے حق میں گالی ہی تو بھی اُسکی موجد کتاب ہی یا اللہ جسکا وہ کلام ہی سنانے والے کا کوئی قصور نہیں" وغیرہ وغیرہ اور آخر کو حضرت تحریر فرماتا ہی کہ "اب ہم کچھ تھوڑی سی وہ باتیں بیان کرینگے (معہ حوالہ) جنکو سنکر یہہ لوگ آریوں کو بدزبانی کا الزام دیتے ہیں الخ ...... اسکے ہم دو حصے کرینگے اول میں بائبلی نبیوں کی کرتوت اور دوسرے میں پورانوں کا مہاتماؤں پر الزام"۔ اگر فی الواقع یہہ تحریر درست ہو تو ہم پوچھتے ہیں کہ پھر بدزبانی اور چال چلن کی شکایات جنکا ذکر آپ کا ہی اخبار آریہ گزٹ مطبوعہ یکم جون ۱۸۸۹ء کرتا ہی اور اسبات کو بھی تسلیم کرتا ہی سچا ہی یا آپ سچے ہیں۔ اور کیا گورنمنٹ نے وہ فیصلے جو کئی ایک جگہہ آریاؤں کی بابت ہو چکے ہیں جھوٹ دئے ہیں اور یہہ سب شور شار جوان حضرات کی بابت ہو رہا ہی کیا معنے رکھتا ہی کیا سب نے ملکر اتفاق کر لیا ہی کہ آریوں کے برخلاف ہو جاؤ ناظرین خود داد دیں کہ حق کیا ہی۔ اور آخر میں جس بات کا ہمارے نوجوان نے بیڑا اُٹھایا ہی۔ ہماری دانست میں اُنکی لیاقت سے بڑھ کر ہی اور نیز اُنکو یہہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہہ بحث اب تک کہ ۱۸۸۹ء پورا ہونے والا ہی۔ آپسے بڑھکر بڑے بڑے علمانے اس میدان میں برابری کا دم مارا ہی لیکن آخر کار نادم ہو گئے۔ کیا آپ سرایزک نیوٹن صاحب۔ محمد صاحب۔ دیانند صاحب وغیرہ وغیرہ سے بڑھ کر ہیں۔ خیر آپ نے جس بات کا ارادہ کیا ہی شوق سے انجام پہنچایئے۔ اور ہم بھی سُننے کے مشتاق ہیں کہ ہمارے نوجوان آریا کی زبان مبارک سے کیا کچھ گوہر افشانی ظاہر ہوتی ہی +

کئی جگہہ سے خبریں آئی ہیں کہ آجکل تجارت کیطرف ہمارے ملک کی زیادہ توجہ مبذول ہو رہی ہی اس سے ہمکو بڑی خوشی ہوئی ہی۔ اور ناظرین کو بھی واقف کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ایک بنگالی صاحب جو راجپوتانہ ریلوے میں ملازم ہیں ایک ریلوے لائن تار کشمیر اور منگیر کے درمیان بنانا چاہتے ہیں۔ اور ایک کمپنی دسیوں کی بنائی ہی جسمیں ایک ہی ہفتے

میں ۳۰ ہزار کے حصے فروخت ہو چکے ہیں۔ اور یہہ بھی قرار پایا ہی۔ کہ کوئی انگریز اُسمیں ملازم نہ رکھا جاوے۔ اور اخبار بنگ باشی کے مالکوں نے ولائت سے سُوت بننے کی کل منگوائی ہی۔ اور ڈھاکہ کے زمیندار ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے علاقہ میں کپڑے یا کاغذ بنانے کی کل جاری کریں۔ اور کلکتہ میں ایک کارخانہ کاغذ بنانے کا دس لاکھ کے سرمایہ سے جاری کیا گیا ہی اور مئو سے بھی ایسی خبر آئی ہی ان تمام باتوں کے سُننے سے ایک اُمید پیدا ہوتی ہی۔ کہ ضرور ایکروز یہہ ملک دستکاری کی قدر کریگا۔ اور نوکری وغیرہ کا خیال جسقدر اب ہو رہا ہی جاتا رہیگا +

ہمعصر خیر اندیش لکھتا ہی کہ کلکتہ کے اخبار میں یہہ مسئلہ زیر بحث ہی کہ سرکاری مدارس میں اخلاقی تعلیم کیونکر ہونی چاہئے جس مذہب کے اخلاق لئے جاوینگے اُس سے کسی نہ کسی قدر ضرور دوسرے فرقہ کو تخالف ہوگا۔" بات تو درست ہی اور اسی سبب سے تو اول ہی سے گورنمنٹ نے کسی مذہبی تعلیم کا دخل سرکاری مدارس میں روا نہیں رکھا تھا۔ لیکن اس سے جو جو نقصانات پہنچے ہیں اُنکا یہاں بیان کرنا سبب طول کا ہوگا۔ مگر اب اسکی ضرورت ہی صاف ظاہر کرتی ہی کہ اخلاقی تعلیم طالب علموں کیواسطے نہایت ضرور ہی ہماری دانست میں بائبل کی تعلیم سب سے عمدہ اخلاقی تعلیم ہی۔ اور یہہ ہی تمام مدارس میں جاری ہونی چاہئے۔ اور اُسکا ثبوت بھی ہو چکا ہی اور اگر کچھ شک ہو تو گورنمنٹ اور مشن سکولوں کے طلبا کے اخلاق کا مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ مشن اسکولوں کے طلبا کے اخلاق بدرجہا اور تمام مدارس کے طالب علموں کے اخلاق سے عمدہ ہوتے ہیں +

مہاراجہ کشمیر

ریاض ہند مطبوعہ ۱۰ جون ۸۹ء میں لکھتا ہی کہ آج کل ہمارے ہمعصر اخبار عام نے سیاہ خطوں کے اندر ماتم کرنا شروع کیا ہی جسکو دیکھکر ایک انصاف مجسم تصویر حیرت بنجاتا ہی۔ درحقیقت جس ریاست کے راجہ نے اپنی سستی۔ اپنی کاہلی۔ اپنی ناتجربہ کاری سے خدا کی امانت کو نہ سنبھالا۔ جسنے وہرہ کے بیبہا تحفہ کی قدر نہ کی۔ جسنے رعایا پر طرح طرح کے ظلم کئے۔ جسنے مہذب سلطنت کو دیکھکے بھی نامہذبانہ برتاؤ نہ چھوڑا۔ جسنے ہوا کے رُخ کو نہ پہچانا۔ جسنے رعیت کی بیماری نہ دریافت کی۔ جسکے عہد میں دیو قحط نے ملک کو آدبایا۔ جسنے ایام طبعی میں وہ کام کئے کہ وحشی سے وحشی فرقہ سے اُمید نہیں ہو سکتی۔ جسنے مسجدوں کو شراب کی بھٹیاں معبدوں کو دہان کا شورہ ہوس اور مسجد شاہی کو بارودخانہ بنایا علاوہ بران جسکے کارناموں نے اکبرنامے کے مصنف کو سر ٹامس مور کی مشہور کتاب **یوتوپیا** کیطرح ایک فرضی حکومت کا حال **بے پوچ نامہ** میں لکھنے کے واسطے مستعد کیا۔ اور جسنے اپنی ناسمجھی کے باعث اپنے دیوان لچھمن داس کے عہد میں اس قسم کی بے عزتی اُٹھائی۔ جس سے اخبار راوی کے نمبروں کے نمبر بھرے ہوئے ہیں۔ الغرض جسنے پانچ برس کیواسطے اپنی گدی سلطنت انگلشیہ کی کونسل کے تحویل کر دی۔ تاکہ اُسکو انتظام سے سیدھے راہ پر لے آئے۔ جب ایک بدی کا بدلہ ملنے سے نہیں رہتا تو اُس طومار کا عوض کبھی رہ سکتا ہی؟ بالکل نہیں۔ سچ ہی پنڈت جی کے جرگے سے نہ کوئی جتو! خدا لیو!! کہتا ہوا مرا۔ نہ جلاوطن ہوا۔ نہ ولر میں غرق ہوا۔ بلکہ اُسنے اپنی دیانتداری سے کہو یا ایمانداری سے اسطرح سے لاکھوں کے وارے نیارے کئے کہ تا ہنوز لاکھوں کو بے ڈکار ہی شیرپ کر لیا۔ ہم بخوبی جانتے ہیں۔ یہہ تمہارا رونا دھونا مہاراجہ کیواسطے نہ ریاست کشمیر کے لئے نہ کونسل کے لئے نہ تغیر انتظام کے لئے بلکہ تمہاری اپنی ہی قوم کے لئے چنانچہ جہاں نند جو دہر کی معزولی اسکا ایک بھاری ثبوت ہی جو کچھ ہمارے ہمعصر نے مہاراجہ صاحب کشمیر کے حق میں لکھا ہی وہ سب حق و درست ہی کیونکہ خود مہاراجہ صاحب نے اپنی ہی بدانتظامیوں سے اپنے اوپر یہہ آفت نازل کی ہی

آتش بدودست خویش در خرمن خویش
چون خود زدہ ام چہ نالم از دشمن خویش

مہاراجہ صاحب اب تو بیشک بہت تنگ آگئے ہیں چنانچہ سول ملٹری میں اُنکا ایک خط درج ہی جسکو ہم بھی نقل کرتے ہیں۔ مہاراجہ کشمیر نے ایک اوٹوگراف خط حضور وئسرائے کو لکھا ہی کہ "گورنمنٹ عالی سے مجھے آزادگی سے محروم کیا گیا ہی۔ اور ایک بڑی کمبخت حالت میں زندگی بسر کرنے کے لئے چھوڑ گیا ہی۔ اسلئے میں حضور والا میں عرض کرتا ہوں کہ حضور مجھے اپنے حضور میں بلا دیں۔ اور اپنے ہاتھ سے میرے جگر میں گولی ماریں۔ اور اسطرح ایکبخت شہزادے کو بے برداشت تباہی۔ رسوائی اور ذلت کی حالت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا بخشیں۔" پر اب ایسی باتوں سے کیا بنتا ہی۔ اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہو گیا۔ بڑی خوشی کی بات ہی کہ سرکار انگلشیہ نے اُس ملک کی فریاد کو سُن لیا اور ایسے ظلم و جبر سے اُنکو رہائی دی۔ گورنمنٹ کی اس کارروائی سے اور ریاستوں کے حاکموں کو بھی ایک عبرت ہو جاویگی اور وے عدل و انصاف سے اپنی رعیت کی بہتری اور بہبودی کو مدنظر رکھکر امن و امان سے حکومت کرینگے۔ اس موقعہ پر ہم یہہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ اکثر دیسی اخبارات اور نیز بعض انگریزی بھی بڑے طول طویل آرٹیکل لکھ رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی اس کارروائی کو ظلم پر مبنی بتلاتے ہیں۔ شاید یہہ صرف اسی لئے ہی کہ وے کشمیر کے حالات سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور اُس ظلم اور تباہی سے جو مدت سے وہاں کے باشندوں پر پڑ رہی تھی ناواقف ہیں۔ ہماری دانست میں عادل گورنمنٹ نے رعیت کے حال زار پر ازحد شفقت و مہربانی اور ہمدردی جو ایک شہنشاہ کو دکھلانی چاہئے دکھلائی ہی جسکے مظلومان کشمیر سرکار عالی وقار کو دعائیں خیر دینگے۔ چاہئے کہ ایسے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اُن مظلوموں سے حال دریافت فرماکر پھر اپنی رائیں اس امر میں تحریر فرماویں۔ تب اُمید ہی کہ وے اس بارے میں کبھی ایسی رائیں نہ دے سکینگے اور ریذیڈنٹ نسبٹ صاحب کی نسبت جو اخبارات نے تحریر کیا ہی کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ صاحب موصوف نے جو کچھ حالات

بچشم خود دیکھے تھے وہی گورنمنٹ کے گوش گذار کئے اور اُنمیں صاحب بہادر کا کوئی قصور نہیں اُنہوں نے اپنے عہدہ کے موافق اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے اب جو اُسپر گورنمنٹ نے کارروائی کی ہو بڑی دانائی اور دور اندیشی سے کی ہو جسمیں رعیت کا امن و آرام مقصود ہو ✣

ہمعصر ست دھرم پرچارک

مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۵ء میں "نور افشاں کی غلطی" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا نوٹ لکھا ہو جسمیں وہ ہمکو لچھمنداس کے بارے میں جسکا کچھہ ذکر ہمارے اخبار کے گذشتہ پرچوں میں ہو چکا ہو غلطی پر بتاتا ہو۔ اور تحریر کرتا ہو کہ "اس سے معلوم ہوتا ہو کہ لودیانہ کا عیسائی اخبار رائے قائم کرنے میں کیسی غلطی کھاتا ہو۔ اور بعض اوقات واقعات کو تبدیل کرنے میں بھی لجت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اُسکا یہہ کتھن کہ لچھمنداس نے لوگوں کے سامنے کسی پرکار کی شہادت نہیں دی سراسر غلط ہو حالانکہ لچھمنداس کا بیان قریبًا ایک ہزار آدمی کے سامنے ہوا"۔ ہمارے ہمعصر نے یہہ فقرے انصاف سے بالکل ہاتھہ دھوکر لکھے ہیں۔ بھلا ایڈیٹر صاحب آپ تو جالندھر میں تشریف رکھتے ہیں۔ لیکن ہم نے تو چشم دید ماجرہ لکھا تھا آپ کا ناحق اُسکو غلطی کہنا پرلے درجہ کی ناواقفی ہو۔ جو ہم اخبار میں درج کر چکے ہیں وہ اُسوقت کا واقعی گذرا ہوا ماجرا تھا۔ افسوس کہ آپ ذرہ سچ کا پاس کرنا نہیں جانتے۔ ہمنے اوّل خط کو بھی بجنسہٖ درج اخبار کیا تھا کہ جسمیں لچھمنداس کا اپنا اقرار تھا اور بابو بنرجی صاحب کا بیان بھی فٹ نوٹ میں درج تھا۔ آپ اُسکو تو ذرہ ملاحظہ فرماتے۔ جو کچھہ اُس وقت اُس لڑکے کی حالت ہم نے دیکھی اُس پر ہم نے اپنی رائے دی تھی لیکن اُسوقت کے بعد کا حال ہمکو معلوم نہیں۔ آیا کہ اُسکا دل اب تک بھی اُس ایمان اور اقرار پر قائم ہو یا نہیں۔ اور جو آپ تحریر فرماتے ہیں کہ قریبًا ایک ہزار آدمی کے سامنے اُسنے اپنا انکار ظاہر کیا ہمکو معلوم ہوے کہ لودیانہ کا ایک نامہ نگار کہ نور میں قریب ۵۰۰ لکھواتا ہو۔ اور آریہ گزٹ میں بھی اُسکا ایک نامہ نگار ۵۰۰ شمار لکھتا ہو پر آپ تعداد ہزار فرماتے ہیں اب کس کو سچ مانا جاوے۔

اُس وقت جو کارروائی ہوئی ہم اُسکا ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں پر دوبارہ درج کرنا کچھہ فائدہ نہیں سمجھتے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ہمعصر جو ہمکو غلطی پر بتاتا ہو ذرہ پرچہ نور افشاں مطبوعہ ۳۰ مئی کو غور سے دیکھے اور اب جو خط ہمعصر نے لچھمنداس کی طرف سے درج اخبار کیا ہو جسمیں وہ عیسائی مذہب سے صاف انکار کرتا ہو اس پر بھی ہمکو کلام ہو۔ اس خط میں لکھا ہو کہ "میں نے پادری صاحب سے خط کی نقل اس لئے مانگی تھی کہ میں وہ الفاظ لکھے ہوئے دیگر صاحبان کو دکھا سکوں جسمیں پادری صاحبان نے آریا سماج کو شیطان وغیرہ کے نام سے پکارا ہوا تھا"۔ لچھمنداس کا جو خط ہمارے پاس موجود ہو اُسمیں اُسنے صاف لکھا ہو کہ پادری صاحب کا وہ خط اُسنے بالکل نہیں پڑہا اور اسکو معلوم نہیں کہ اُسمیں کیا لکھا ہوا تھا کیونکہ وہ اسکو لوگوں کے سامنے نہ پڑھہ سکا پردہ گر گیا اسلئے اُسنے پادری صاحب کے پاس دوسرا خط اُسی مضمون کا مانگا۔ اب اگر لچھمنداس نے جیسا کہ اُسکے خط سے معلوم ہوتا ہو اُس خط کو مطلق نہ پڑہا تھا تو کیونکر اُسکو معلوم ہوا کہ اُسمیں آریا صاحبان کو شیطان لکھا ہوا تھا۔ اور جو وجہ اُس خط کے مانگنے کی اس خط میں بیان کی گئی ہو وہ بھی درست نہیں کیونکہ جبکہ پادری صاحب کا وہ خط آریوں کے ہاتھہ میں ابتک موجود ہو اور جسکے مضمون کی بابت وہ جان چکا تھا تو دوسرے خط کی کیا ضرورت تھی ✣

یہہ بالکل ایک بناوٹی بات معلوم ہوتی ہو کیونکہ اُسوقت اس مطلب کیواسطے لچھمنداس نے اُس خط کو نہیں مانگا۔ بلکہ اُس سے ہدایت پانیکے لئے مانگا تھا۔ دیکھو اُسنے اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ "مہربانی کرکے وہ ہدایت جو آپ نے اُس خط میں لکھی تھی اُسکی نقل مجھکو بھیج دیجئے تاکہ میں اُس سے فائدہ اُٹھا سکوں"۔ کیا اس تحریر سے یہہ مطلب نکلیگا جواب نکالا جاتا ہو۔ ہرگز نہیں ہمعصر خود انصاف کرے۔ اگر پردہ تعصب اور ہٹ کا ڈالا ہوا ہو تو خیر ورنہ حقیقت تو صاف ہو ✣

اگر لچھمنداس کا دل حقیقت میں اب مسیحی مذہب سے پھر گیا ہو تو یہہ دیگر بات ہو۔ لیکن جو صورت اسوقت تھی اُس سے تو وہی بات ثابت تھی جسکا ہم نے اپنے اخبار میں راستی کے ساتھہ ذکر کیا تھا۔ اسمیں نہ تو ہماری غلطی اُس واقعہ کے لکھنے میں تھی اور نہ رائے دینے میں مگر اب ہمارا ہمعصر اپنے نوٹ کے رائے دینے میں ایک صریح غلطی کھاتا ہو۔ اُمید ہو کہ اب اُنکو حق کسی قدر کھل گیا ہوگا ✣

مراسلات

بقیہ عیسویت شافی قدرت ہو

دفعہ ۹ ہمیشہ کی زندگی

(سلسلہ کیلئے دیکھو نور افشاں نمبرہ ۲۳ ۱۸۹۵ء)

اب ہمیشہ کی زندگی کی تعریف نظر آنے لگی ہو۔ ضرور ہو کہ خلقی ترکیب اُن عملوں اور خوراک کی تبدیلیوں کی پہنچ کے باہر ہو جو اُن حرکات کو روکنے والی ہوتی ہیں جو خلقی ترکیب کے اندر جاری ہوں۔ ہاں ضرور ہو کہ ہم اس محدود ضلع سے پار گذریں جہاں کے تعلقات فانی اور جسمانی ذریعوں پر منحصر ہیں۔ اور اس سے ایک بڑے ملک میں داخل ہوں جہاں کہ محیط جسکے ساتھ تعلق ہونا چاہئے خود دائمی ہو۔ ایسا محیط ہستی میں ہو یعنے روحانی عالم کا محیط اُن عملوں کی تاثیر سے باہر ہو۔ جو کبھی جلدی کبھی دیر میں اُن حرکات کو روک دیتے ہیں۔ جو تمام محدود وجودوں کے اندر ہوتی رہتی ہیں۔ پس اگر ہم ایک ایسی خلقی ترکیب پا وجود پا سکیں جسنے روحانی عالم کے ساتھہ رشتہ قائم کر لیا ہو تو اُس رشتہ میں ابدیت کے اصول ہونگے بشرطیکہ ایک اور شرط پوری کیجاوے اور وہ شرط یہہ ہو کہ محیط کامل ہو اگر کامل نہ ہو اور اگر سب سے اعلی نہ ہو اور اگر اُسمیں تبدیلی

کی صفت ہو تو مسبات کی ذمہ داری نہیں ہو سکتی کہ اسکے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی زندگی دائمی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اُس میں کوئی تبدیلی واقعہ ہو جسکا مقابلہ کرنیکے لئے تعلقدار کو طاقت نہیں اور زندگی ضرور تمام ہوگی +

اب ہم ہمیشہ کی زندگی کی بابت ہربرٹ سپنسر صاحب کی تعریف پیش کرتے ہیں۔ اُسمیں ایسی ہی شرطیں پائی جاتی ہیں جیسی اوپر بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ یہہ ہے کہ "کامل رشتہ کامل زندگی ہوگی اگر محیط میں کوئی تبدیلی نہو سوائے ایسیوں کے جنکے مقابلہ کے لئے قدرتی ترکیب میں بھی اُنکے مطابق کی تبدیلیاں ہوں۔ اور اگر وہ اپنی طاقت میں جس سے وہ اُنکا مقابلہ کرے کبھی زائل نہو تو ابدی زندگی ابدی عرفان ہوگا"

اب ہم ہمیشہ کی زندگی کی تعریف کا خیال کریں جو مسیح نے کی ہے۔ سائنس کے بموجب کامل محیط کے ساتھ بے روک ٹوک علاقہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ مسیح کے قول کے بموجب "ہمیشہ کی زندگی یہہ ہے کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔ خدا کو جاننا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ خدا کو جاننا خدا کے ساتھ علاقہ یا رشتہ رکھنا ہے۔ خدا کے ساتھ علاقہ رکھنا کامل محیط کے ساتھ علاقہ رکھنا ہے۔ اور وہ وجود جو یہہ حاصل کرے ضرور ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے +

سائنس اور دین کی باتوں میں اصلی موافقت اسبات میں ہے کہ زندگی ایک خاص اور ذاتی رشتہ پر منحصر ہے۔ اصل میں زندگی محیطوں کے ساتھ تعلق رکھنے میں ہے۔ صاحب ہُنر کی زندگی ہُنر کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ موسیقی کی زندگی راگ کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ اُنکو ان محیطوں سے جدا کرنا اُنکی زندگی کو جدا کرنا ہے۔ کل محیطوں سے منقطع کیا جانا موت ہے۔ پھر ایک نیا محیط پانا اور اُسکے ساتھ رشتہ قائم کرنا نئی زندگی ہے۔ دین کی رو سے بھی یہہ صحیح ہے۔ اسمیں بھی زندگی کو ایک رشتہ بیان کیا گیا ہے*

روحانی عالم میں محیط خدا ہے۔ اور وہ روحانی اور زندہ اور ابدی محیط ہے۔ ایسے محیط کے ساتھ رشتہ رکھنے کے لئے ہمیشہ تک جینا پڑیگا اور وہ چیز جسکو سائنس رشتہ یا تعلق کہتا ہے وہی بات دین میں بھی ہے یعنے صحبت یا شراکت اسکو ایمان اور محبت سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ جسطرح ہر محیط میں تعلقات کی اپنی طرز ہے اُسیطرح روحانی محیط میں اپنی طرز ہے۔ اصول وہی ہے +

جو اصول اور نتیجہ پروفیسر صاحب نے واضح کیا ہے اُسپر ایک دو سوال ہو سکتے ہیں۔ اور جو کچھ صاحب موصوف نے اُنکے جواب میں لکھا ہے وہ بھی پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہہ ہے کہ کیا سائنس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا کے ساتھ شراکت ایسا رشتہ ہے جو کبھی نہیں ٹوٹیگا؟ ہم سائنس سے ایسی گواہی طلب نہیں کرتے ہم نے ہمیشہ کی زندگی کی بابت اُسکا خیال پوچھا تھا اور جواب یہہ پایا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی ایسے رشتہ میں ہے جو کبھی موقوف نہیں ہوگا۔ اور وہ رشتہ ایسے محیط کے ساتھ ہو جو کبھی گذر نہ جائیگا۔ اور کامل رشتہ کی بابت سائنس اور کیا طلب کرتا ہے جو کہ "خدا کو جاننے" میں نہیں ہے؟ کوئی اور شرط ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جسمیں فنا کی علامت نہ ہو۔ لیکن یہہ یعنے خدا کو جاننا یکتا ہے +

اب سوال حل طلب یہہ ہے کہ ایک جسمانی بدن ہے اور ایک روحانی ترکیب ہے جو اسکے ساتھ ایسی ملی ہوئی ہے کہ جدا نہیں ہو سکتی۔ اور اُنسے قبر پر پل باندھا ہے۔ سائنس جو مسئلہ بقا میں ایک معاون رہا ہے وہی روح کی بقا کے برخلاف ہے شیمی فلاسفی شخصی بقا کو اور موت کے بعد فانی پائداری کے خیال کو رد کرتی ہے۔ ضرور ہے کہ روح جسمانی بنیاد کے برباد ہونے کے ساتھ ہی نیست ہو جاوے۔ کہ فقط اُسی کے ذریعے اُسکو اپنی ہستی کا علم آیا اور وہ ایک شخص ہوگئی۔ اور اُسپر اُسکا مدار تھا"۔ (دیکھو رسالہ فورس اینڈ میٹر طبع سوم صفحہ ۲۳۲ مصنفہ بخنر) اس سے دیکھتے ہو کہ سائنس اختیار والے کیطرح اس صداقت کو برباد کرتا ہے۔ جسکی ہم اُس سے تعریف کروانا چاہتے ہیں۔ + باقی آئندہ (پادری) جی۔ ایل ٹھاکر داس

* حاشیہ پروفیسر صاحب کے بیان سے یہہ خلاصہ حاصل ہوتا ہے کہ سائنس نے ہمیشہ کی زندگی کا اصول اور امکان بتلایا ہے۔ لیکن وہ کسی خاص کامل محیط اور اُسکے ساتھ علاقہ رکھنے والے کا پتا نہیں بتلا سکتا۔ دین کا اس

بقیہ حاشیہ* قانون کے ساتھ اتفاق ہے مگر اُس سے بڑھ کر وہ یہہ بتلاتا ہے کہ وہ کامل محیط کیا ہے اور ہمیشہ کی زندگی والے کون ہیں۔ سائنس کی اس لاچاری کو انسان کے فائدہ کے لئے دور کرنیکے واسطے ضرور تھا کہ وہ محیط کامل اُس محیط اور رشتہ کا اظہار فرماوے۔ تاکہ انسان اُس طریق سے ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکے اور کرے۔ اور وہ اظہار یہہ ہے کہ "وے تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" +

اوتار

اوتار کسے کہتے ہیں۔ اس سوال کے کئی ایک جواب ہیں۔ عام ہندو لوگ تو کہتے ہیں کہ پرمیشر آدمی کا جنم اختیار کر لیتا ہے۔ اور یہہ جگ در جگ ہوتا آیا ہے۔ اور وے یہہ بھی کہتے ہیں کہ انسان کے جسم کے سوا پرمیشر جانوروں مثلاً کچھ مچھ نرسنگھ کے جسموں میں بھی ظاہر ہوتا رہا ہے۔ مگر بہت ہندو ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اوتار لوگ خاص پرمیشر نہیں۔ مگر بڑے اختیار اور قدرت والے اشخاص تھے۔ اور اُن اوتاروں میں خدا کی قدرت درجہ بدرجہ تھی کسی میں زیادہ اور کسی میں کم۔ اور بعض ہندو خصوصاً نوجوان آریہ لوگ کہتے ہیں کہ جب خدا آدمی کا جسم اختیار کرے اور انسانوں میں بود و باش کرے اُسکو اوتار کہتے ہیں۔ مگر ہم ہرگز نہیں مانتے کہ کبھی ایسا ہوا ہو۔ اور خدا کبھی ایسا نہ کرتا اور نہ اُسنے کبھی کیا۔ اور نہ کبھی کریگا۔ خدا کو ضرورت ہی نہیں کہ انسان کا جسم اختیار کرے۔ اور اگر ایسا کرے تو وہ خدا ہی نہیں۔ مذکورہ بالا بیانات ہندوؤں سے ہم نے سُنے اور نقل کئے ہیں آریہ لوگوں کو ہم ہندوؤں میں شامل کرتے ہیں اگر ہماری غلطی ہے تو ہم کو معذور رکھیں۔ محمدی صاحبان تو اس مسئلہ کو مانتے ہی نہیں وے کہتے ہیں کہ اللہ واحد ہے اور محمد اُسکا رسول ہے۔ اسکے سوا ہم اور کچھ نہیں مانتے۔ عیسائی یوں جواب دیتے ہیں کہ جب خدا انسان کا جسم اختیار کرکے انسانوں میں بود و باش کرے اُسکو اوتار یا خدا مجسم کہتے ہیں۔ صرف اوتار کی تعریف میں ہم آریہ لوگوں سے اتفاق کرتے ہیں +

ہندو جن میں آریہ شامل ہیں اور برہمو اور محمدی اور عیسائی سب اس بات پر متفق ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے۔ یعنے سب کچھ کرسکتا ہے۔ مگر کیا یہہ درست ہے۔ کہ خدا سب کچھ کرسکتا ہے۔ کیا خدا گناہ کرسکتا یا اپنی صفتوں کو توڑ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پس قادر مطلق کی تعریف یہہ ہے کہ خدا سب کچھ کرسکتا ہے۔ مگر گناہ کرنا یا اپنی صفتوں کو توڑنا یا اُسپر دھبہ لگانا اُسکے لئے ناممکن ہے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے مگر اپنی ذات کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا +

پس قادر مطلق کی مذکورہ بالا تعریف سے دو باتیں پایہ ثبوت کو پہنچتی ہیں اول یہہ کہ اگر خدا خواہش کرے اور اُسکی خواہش کے لئے کوئی اشد ضرورت ہو اور اُس خواہش میں گناہ نہ ہو اور اُسکی کوئی صفت شکست نہ کھاوے تو وہ مجسم ہو سکتا ہے کون اُسکو روکیگا۔ دوسرے یہہ کہ ہندوؤں کے سب اوتار بالکل اوتار نہیں تھے اُنکو بہادر جودھا حکیم کیشر وغیرہ کے لقب سے نامزد کرو مگر وے ہرگز ہرگز اوتار نہیں ہوسکتے سبب یہہ ہے کہ برہما بشن مہیش جو اعلی اوتار کہلاتے اور بعدہٗ رام کشن مچھ کچھ نرسنگ وغیرہ وغیرہ جو اُن تینوں کے اوتار ہیں سب اور ہر ایک اُن میں سے گناہوں اور خطاؤں میں مبتلا تھے ضرور نہیں کہ اُن کے گناہوں اور خطاؤں کی فہرست یہاں پر لکھی جاوے عیاں راچہ بیاں اگر کوئی کہے جیسا بعض ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اوتار پرمیشر نہ تھے مگر پرمیشر نے اُن کو کلان یعنے قدرت درجہ بدرجہ بخشی تھی تو یہہ اور بات ہے۔ ہماری تعریف کے بموجب وے اوتار نہ نکلے بہتوں کو خدا نے قدرت دی ہے مثلاً سمسون۔ جدعون۔ افتاہ۔ داؤد۔ اور سائرس اور سکندر نیپولین وغیرہ کو مگر ان میں سے ایک بھی اوتار نہ تھا۔ کبھی کبھی بعض عام ہندو ضد سے کہتے ہیں کہ ہمارے اوتاروں میں پرمیشر کی اپنی ستیا یعنے قدرت درجہ بدرجہ موجود تھی۔ اسکا مطلب ہم نہیں سمجھتے کیا پرمیشر کی ستیا یعنے قدرت تقسیم ہوئی کچھ درجے ان اوتاروں میں سمائی اور کچھ ذات الٰہی میں موجود رہی پس اُس میں قدرت مطلق نہ رہی یہہ محال مطلق ہے کوئی عقلمند انسان اسکو نہ مانیگا حقیقت یہہ ہے کہ جن اشخاص کو ہندو لوگ اوتار مانتے ہیں وے بالکل اوتار نہ تھے۔ مگر بہادر اور جنگ آور لوگ تھے ایسے تو پرانے زمانہ کے جہلا رنجیت سنگھ کو بھی اوتار مانتے ہیں۔ بات یہہ ہے کہ جیسا خدا گناہ سے مبرا ہے ویسا ہی اگر وہ انسان کا جسم اختیار کرے اور اوتار ہو جاوے گناہ سے پھر بھی مبرا رہیگا۔ یہہ شرط ضروری اور لازمی ہے ہندوؤں کے اوتاروں میں یہہ شرط پائی نہیں جاتی اور نتیجتاً اُن میں سے کوئی بھی اوتار نہ تھا +

اب ہم اوتار کی اشد ضرورت کیطرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں فقط ایک ہی اوتار ہوا ہے اور وہ بیگناہ دیا نسکلنک ٹھہرا اور وہ خداوند عیسی مسیح تھا جو کنیا کنواری مریم سے بغیر باپ کے خدا کی پاک روح سے پیدا ہوا۔ ہندو محمدی اور عیسائی بلکہ دنیا کے تمام فرقے خدا کو قدوس صادق القول رحیم عادل اور محبت مانتے ہیں اور تمام مذاہب کی کتابوں میں مندرج بلکہ ہر ایک شخص کے دل پر نقش ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ گناہگار دوزخ میں جاویگا۔ اب انسان گناہگار ہے خدا قدوس صادق القول اور عادل ہے۔ اگر وہ ان صفات کو قائم رکھے اور گناہگار کو دوزخ میں گرا دیوے تو دوسری صفتیں یعنے رحم اور محبت بالکل نظاہر ہوتی اگر وہ رحم اور محبت کو کام میں لاوے اور گناہگار کو بخشے اور اُسے سرگ یعنے بہشت میں قبول کرے تو یہہ دو صفتیں یعنے رحم اور محبت تو قائم رہے مگر قدوسی اور صدق اور عدل قطعی نظر نہیں آتے اور یہہ ایک محال مطلق ہے کہ اُسکی کوئی صفت شکست کھائے یا کمزور ہو جائے۔ خدا کامل ہے ناقص نہیں۔ اچھا کیونکر یہہ صفتیں گناہگار کی نسبت کامل اور بے نقص قائم رہ سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں البتہ اگر خدا جو قادر مطلق ہے کوئی تجویز کرے تو ممکن ہے کہ اُسکی صفتیں پوری اور کامل اور بے نقص قائم رہ سکیں۔ خدا نے اپنے کلام میں اظہار کیا ہے۔ کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا کہ انسان کا جسم اختیار کرے یعنے اوتار ہووے مگر بیگناہ ہو اسلئے وہ آدمی کے تخم سے نہیں۔ بلکہ کنواری کنیا مریم سے پیدا ہوا کہ فرشتہ جبرائیل نے مریم کو خوشخبری دی تھی کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ ہمارے بھائی محمدی لفظ بیٹا سنتے ہی ناراض ہو جاتے ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ عیسائی لوگ عیسی کو انسان کیطرح خدا کا بیٹا نہیں قرار دیتے اگر کوئی ایسا کہے کہ خداوند عیسی مسیح انسان کیطرح خدا کا بیٹا ہے۔ وہ کلام کے برخلاف کہتا اور کافر ہے۔ ہم فخر کے ساتھ اقرار کرتے ہیں کہ ہم وحدت فی تثلیث اور تثلیث فی الوحدت کے معتقد ہیں کہ الوہیت واحد مگر اقانیم ثلاثہ ہیں اور اسبات کو ہم ایک مثال یعنے تشبیہ سے واضح کرینگے۔ ہماری تشبیہ شائد عین مناسبت نہ رکھتی ہو تاہم فائدہ مند ہوگی اور وہ یہہ ہے۔ ہر ایک جغرافیہ دان جانتا ہے کہ سورج زمین سے ..... ۹۵ میل فاصلہ پر ہے پر روشنی اور گرمی سورج سے نکل کر ہم تک پہنچتی ہے تو بھی سورج ان دونوں سے ذرہ بھی خالی یا ناقص نہیں ہوتا اور ان دونوں سے ہم سورج کو پہچان لیتے اور چلتے پھرتے زندہ رہتے اور یہہ دونوں دنیا کی ہر شئے یعنے انسان حیوان اور نبات کی زندگی ہیں اگر یہہ نہ ہوتیں تو کوئی چیز زندہ نہ رہ سکتی اگر روشنی کو سورج کا بیٹا اور گرمی کو اُسکی روح کہیں بیجا نہ ہوگا روشنی کو سورج اور گرمی کو بھی سورج کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ مگر تین سورج نہیں سورج تو ایک ہی ہے۔ روشنی کب سے ہے جب سے سورج گرمی کسوقت سے ہے جبوقت سے سورج ہے۔ باپ سورج بیٹا روشنی اور روح القدس گرمی ہے۔ مسیح نے خود بھی فرمایا کہ جہان کا نور میں ہوں روح القدس باپ اور بیٹے کی روح اور مقدسوں کی زندگی ہے۔ جسطرح روشنی اور گرمی سے ہم سورج کو پہچان لیتے ہیں اسیطرح بیٹے اور روح القدس کے ذریعے ہم باپ کو جان جاتے ہیں۔ چنانچہ کلام میں لکھا بھی ہے۔ کہ خدا نوروں کے اُس دائرہ میں رہتا ہے کہ جہاں تک کسی کی رسائی نہیں اُسکو نہ کسی نے دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ پھر یہہ کہ باپ کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسنے اُسکو ظاہر کردیا۔ اور کہ روح القدس باپ اور

بیٹے کی بابت ہم پر ظاہر کرتی اور ہمیں ساری سچائی کی خبریں دیتی ہے۔ کلام سے ظاہر ہے کہ خدا کی صفتوں کو قائم رکھنے کے لئے بیٹے نے انسان کا پاک جسم اختیار کیا۔ اور خدا کی شریعت کو انسان کی عوض کامل طور سے پورا کیا۔ اور خدا کی عدالت اور صدق کے بموجب گنہگاروں کا ضامن ہو کر شریعت کی نسبت گناہ کا ثمرہ اپنے اوپر اُٹھایا موت تک بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہا اور اسبات کے ثبوت میں کہ خدا کی شریعت پوری ہوئی۔ اور اسکا عدل اور صدق قائم رہا۔ خدا نے اُس اوتار کو تیسرے دن زندہ کیا اور آسمان پر زندہ چڑھ گیا جہاں سے وہ روح القدس بھیجتا ہے کہ اُنکے دلوں میں جو دو باتوں کے سبب اوتار کے کفارہ پر ایمان اور بھروسہ رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اُنکو خدا کی قدوسی کے لائق بنا دے پس اِس خداسکلنک اوتار کے کفارہ سے خدا کی عدالت اور صدق اور قدوسی خوب رونق پاتی اور قائم رہتی ہیں اور رحمت اور محبت بے روک انسان تک پہنچتی ہیں۔ ہم نے کہا تھا کہ اگر خدا چاہے اور اُسکی خواہش میں گناہ نہ ہو تو اوتار کا ہونا ممکن ہے۔ ہم نے یہہ بھی کہا تھا کہ اُسکی ضرورت بھی ہے اور ہم نے ظاہر کیا ہے کہ اوتار کے ہونے کے بغیر خدا کی صفتیں پورا ظہور نہیں پاتیں۔ ہم نے یہہ بھی ثابت کیا ہے کہ بیٹے نے جو ازل سے باپ کے ساتھ بلکہ خود خدا تھا پاک انسانیت کو اختیار کیا اور انسانوں کے درمیان ۳۳ برس تک رہا۔ بیگناہ زندگی بسر کر گیا۔ جو چاہے اُسکی زندگی کا مفصل حال انجیل شریف میں پڑھ سکتا ہے۔ اب ہم صرف یہہ کہکر ختم کرینگے کہ اے عزیز پڑھنے والے اگر تو اِس اوتار کو نہ مانے تو یاد رکھ کہ اِس تجویز کے سوا جو خود خدا نے ایجاد کی ہے نہ تو اور نہ کوئی انسان گنہگار کی نسبت خدا کی قدوسی عدل صدق اور محبت کو قائم رکھ سکتا ہے۔ جب خود خدا نہ کر سکا تو انسان بازیچہ گہ کیا ہیں۔ اِس تجویز سے رحمت اور محبت کم بخت گنہگاروں تک پہنچتی ہیں جو کوئی اِسکو قبول نہ کرے وہ گویا اپنی اُمید کا دروازہ بند کرتا اور عدالت میں کھڑا ہوتا ہے اور داؤد نبی فرماتا ہے کہ اے خدا اگر تو عدالت کرے تو کون تیرے حضور ٹھہر سکیگا۔ خدا نے جو ہو سکتا تھا کیا۔ اب تو فقط اِس تجویز کو راست اور برحق سمجھ کے قبول کر اور نِسکلنک خدا مجسم اوتار خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لا تو ضرور دوزخ سے رہائی پاویگا ورنہ تیرا گناہ تیرے سر پر ہے۔ اور یاد رکھ کہ گناہ کی مزدوری موت ہے اور ہمیشہ کی زندگی اِس اوتار کے وسیلہ خدا کی بخشش ہے کیونکہ اِس اوتار نے ہمیشہ کی زندگی کو اپنا خون دیکے خرید لیا ہے گر تو اِس سے نہ لیوے تو اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ اِسپر بھروسہ رکھ اور ضرور تیری نجات ہوگی

راقم

(پادری) پی۔ سی اوپل از
فیروز پور

خبریں

امرتسر کا بورڈ اسکول کالج کے درجے تک بڑھایا گیا۔ فیس میں بھی کچھ کمی رکھی گئی ہے۔ **گذشتہ سال میں** بقول دھرم دیپک کلکتہ میں ایک برہم سماجی کی شادی کسی موچی کی لڑکی سے ہوئی تھی کاش کہ ذات کا بندھن اِس ملک سے جلدی دور ہو۔ **سال حال** میں ہندوستان کے چاروں طرف گرانی اور قحط نظر آتا ہے۔ پروردگار اپنا فضل کرے۔ روپیہ بنانے کی کل جو انگلستان سے منگوائی گئی تھی کابل پہنچ گئی۔ **اِس ملک** میں بیس لاکھ سے زیادہ لڑکے انگریزی پڑھتے ہیں۔ **شاہجہانپور** میں ایک باعلم ٹھاکر نے بپتسمہ پایا بوجہ خوف بیماری دھونکل کا میلہ سخی سرور جو قریب دو ماہ برابر رہتا تھا اب کے بند کیا گیا۔ **بقول** اخبار عام مدراس میں بہت سے ہندو عیسائی ہو کر پھر داخل مذہب کر لئے گئے **نور افشاں** خوب ہوا۔ ہلاکت کے فرزند تھے ہلاکت کی راہ میں چلے گئے۔ خداوند یسوع مسیح نے کہا ہے کہ "جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اُکھاڑا جائیگا"۔ **لکھنؤ** میں ایک کالج تعلقداران کے لڑکوں کی تعلیم کیواسطے قائم ہوا ہے۔ اُسکا نام **کالون کالج** ہوگا **مدراس** میں کئی فوج کے چار آدمیوں کو اِس جرم میں کہ اُنہوں نے سڑک پر ایک بڑا گروہ جمع کر لیا تھا۔ ایک ایک ہفتہ کی قید ہوئی۔ قید خانہ میں بھی وے خوش تھے اور وہاں قیدیوں کو انجیل سُنانے کا موقعہ اُنکو ملا۔ **سکھر** میں ۱۱ جون کو ۱۲ بجے دن کے ایک پرائیویٹ اسکول کی چھت گر پڑی اُسکے نیچے پچاس طالب علم بیٹھے تھے جنمیں سے دو دب کر مر گئے ۲ سخت اور ۵ خفیف زخمی ہوئے۔ **لاہور** میں ۱۱ جون کو حکیم الہ یار صاحب ایک گھنٹہ میں مرض ہیضہ سے دفعتاً مر گئے **دہلی** میں بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کا پوتا جلد سازی کے ذریعہ سے گذر اوقات کرتا ہے۔ **بجنور** میں تین امیر ایک ہی ہفتے کے اندر اپنی اپنی ٹمٹموں سے گر پڑے **لاہور** میں ایک صاحب ۱۹ جون کو شدت گرمی سے مر گیا۔ **موسم سرما** میں میرٹھ۔ لکھنؤ۔ راولپنڈی میں معمولی کیمپ نہ ہوگا۔ اور اگر روپیہ نے کفایت کی تو کوئٹہ میں ایک بڑا کیمپ ہوگا **پنجاب** میں ۱۷۵ میونسپل کمیٹیاں ہیں اور ۳۰ ڈسٹرکٹ بورڈ۔ ان بورڈوں میں بہت ہی کم بورڈ ہیں جنمیں نقیض اور نفاق موجود نہ ہو۔ **نور افشاں** یہی لوگ کانگرس میں تو خوب اتفاق کرینگے! اور ملک کو عمدہ فائدہ پہنچاوینگے!! **ایک صاحب** بمبئی میں اور تین سورت میں شدت گرمی سے مر گئے۔ **ضلع راولپنڈی** میں ہیضہ خان نے پھر قدم رکھا۔ **بھیرہ** میں ایک مزدور کی ٹانگ ریل سے کٹ گئی جسکو شفاخانہ لے گئے مگر کوئی ڈاکٹر موجود نہ تھا آخر بیچارہ مر ہی گیا **لنگاپٹن** میں کمتی فوج کی چند عورتوں انگلش اور یوروشین پردیسیوں نے حملہ کیا۔ کپڑے پھاڑے اور بدن پر خوب ریت ملی۔ سات شخص گرفتار ہوئے۔ **ٹائفائیڈ** بخار کے پھیلنے کا باعث حکام نے خراب دودھ قرار دیا ہے۔ **اخبار الاخیار** کے ایک نامہ نگار ملک آسام سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ایک اِس قسم کا سانپ ہوتا ہے کہ جسکی دم پر دو کانٹے مثل بچھو کے ڈنک کے ہوتے ہیں اور وہ کوڑے کیطرح گھما کر آدمی کے مارتا ہے جس سے آدمی کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ یہہ سانپ مُنہہ سے نہیں کاٹتا۔ **کارپوریشن لنڈن** نے شاہ ایران کو ایک صندوقچہ قیمتی

۱۵ سو پونڈ ایڈریس پیش کرنیکا ووٹ لیا ہو اور دو ہزار پونڈ شاہ کی دعوت میں صرف کرینگے +

ایک اخبار لکھتا ہو کہ تبت کے بعض حصوں میں نہ تو مردہ جلایا جاتا ہو اور نہ دفن کیا جاتا ہو۔ وہ لوگ لاش کُتوں کو کھلا دیتے ہیں۔ جو خاص اسی مصرف کے لئے پالے جاتے ہیں۔ اور جہاں کوئی قریب المرگ ہوا۔ تو وے فوراً بلائے جاتے ہیں +

بقول بھارت سدھار باوا اگنی ہوتری صاحب کی چوری پر یہاں عجیب افواہیں گرم ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ چوری نہیں ہوئی خالی پبلک کا روپیہ ہضم کرنے کے لئے یہہ چال کھیلی گئی ہو +

کوئٹہ آریہ سماج نے مسمی دولت رام ڈیڑھ سالہ مسلمان شدہ کو آریہ بنا لیا۔ اگر پیدائشی مسلمان کو بھی آریہ بنا لیا جاوے تو پھر کیا ڈر ہو +

پنجاب میں جابجا خلاف شراب کے جلسے ہوکر لعشی میں سیموریل روانہ ہو رہے ہیں +

عدالت سشن ہوڑہ نے ۲۰ مئی کو ایک نوجوان ہندو بیوہ کو اِس علت میں حبس دوام کی سزا دی کہ اُسنے اپنے چھوٹے بچے کو زندہ دفن کرکے مار ڈالا تھا۔ دیکھو بیواؤں کی شادی نہونیکے نقصان +

باشندگان جودھپور کو چند سال سے امساک بارش کے سبب بہت تکلیف پہنچی۔ لہذا مہاراجہ پرتاب سنگھ نے ۸ لاکھ روپیہ صرف کرکے جودھپور کے میدان کا بند باندھا ہو جسمیں ہمیشہ پانی رہیگا۔ اور جو تالاب جودھپور کے گرد ہیں ان میں بعض بذریعہ نلوں کے پانی سے بھر جایا کرینگے +

پادری ظہور الحق صاحب نے ۱۸ مئی کو ایک موضع میں ۲ بالغ اور ایک نابالغ کو اور ۲۰ مئی کو ۲ بالغ اور ۸ نابالغوں کو اور پھر اُسی تاریخ ایک بالغ اور ۴ نابالغوں کو بپتسمہ دیا +

پادری ڈبلیو۔ آر۔ بوبن صاحب نے الہ آباد میں ۲ بالغوں کو بپتسمہ دیا۔ جب شیطان دیکھتا ہو کہ لوگ خدا کی طرف آتے ہیں تو وہ بھی بہت زور لگاتا ہو۔ اور خصوصاً جنگل شیطان کے لوگ بہت حملہ کرتے ہیں +

غریب مار۔ گورنمنٹ ہند کی نگاہ پنکھے قلیوں کی تخفیف پر پڑی ہو حکم ہوا ہو کہ تمام دفاتر ہندوستان میں کل کے پنکھے لگائے جائیں تاکہ پنکھے قلی رکھنے کی کوئی حاجت باقی نہ رہے +

پنجاب کے ایک پوسٹماسٹر کو جو ایک منی آڈر پر جعلی دستخط کرنے کے جرم میں بارہ سال قید کی سزا ہوئی تھی چیف کورٹ سے اپیل پر پانچ سال کی قید اُسکو معاف ہوگئی +

اخبار مصر کے بیان کے مطابق افغانستان کی شمال اسوقت ایک آتش فشاں پہاڑ کی ہو جو جلتی ریت کی بوچھاڑ کرنے پر تُلا ہوا ہو بدلیاں جمع ہوتی جاتی ہیں۔ بس کوئی دم میں سارا آسمان ابر محیط سے ڈھک چلا +

مہاراجہ دلیپ سنگھ کے دعوئی ہیرہ کوہ نور کی نسبت ایک صاحب نے ایک انگریزی اخبار کو لکھا ہو۔ کہ اگر ایسی چیزوں کے واسطے حقوق دیکھے جاویں۔ تو دلیپ سنگھ کی نسبت زیادہ تر حقدار اِس ہیرے کے شاہزادہ نادر صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ہیں جو اسوقت میونسپل کمیٹی لودیانہ کے پریزیڈنٹ ہیں۔ اور جو اُس شاہ شجاع کے اکیلے باقی ماندہ فرزند ارجمند ہیں جن سے دلیپ سنگھ کے بابا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ہیرہ مذکور نہایت زبردستی سے چھین کر حاصل کیا تھا +

ایک شخص مسمی جیون سنگھ ساکن قصور ۴ خون بمقام بھادلا ۱۸۷۷ء میں کرکے ریاست پٹیالہ میں بھاگ گیا تھا۔ جہاں پہنچتے ہی ایک مندر کے گورو کا چیلہ بنگیا۔ قضائے الہی سے پچھلے سال گورو صاحب مر گئے تو اکثر لوگوں نے گورو کی گدی اُسکو دی۔ ایک اور شخص کو جسکو اُسکا گورو ہونا ناگوار گذرا اُسکا کل حال معلوم تھا اُسنے پولیس میں اطلاع دی کہ یہہ شخص مجرم ہو۔ چنانچہ مقدمے کے ثابت ہونے پر پھانسی کی سزا تجویز ہوئی۔ جس وقت آپکو لاہور کے جیل سے پھانسی کے واسطے نکالا تو آپ خوب زور سے منتر اور خدا کا نام لیتے ہوئے نکلے۔ جب پھانسی پر چڑھایا گیا تو رسہ ٹوٹ گیا۔ بھلا سرکار کب چھوڑتی ہو۔ دوبارہ پھانسی پر چڑھا کر جہنم واصل کیا +

بادشاہ سیام کے چار لڑکے جو معہ اپنے اتالیقوں اور خدمت گاروں کے ہندوستان میں اور یورپ میں سفر کر رہے تھے اب لندن میں پہنچ گئے ہیں +

سیول کا ایک لوکل نامہ نگار لکھتا ہو کہ ۸۔ جون ۱۸۹۹ء کو ایک خانساماں کی بیوی نے ایک سانپ اور ایک لڑکا بندر کی صورت کا جنا۔ سانپ مر گیا۔ لڑکا جیتا ہو! قدرت الہی +

بمبئی سے خبر آئی ہو کہ ۱۰ جون کو سمندر میں بڑا طوفان آیا۔ تمام رات تلاطم رہا کشتیوں کے ٹکرانے اور ڈوب جانے سے ہزاروں روپیہ کا مال غارت ہوگیا۔ کئی دیسی کشتیاں مسافروں سے بھری ہوئی اولٹ گئیں۔ ایک کوئلے کی بھری ہوئی کشتی ڈوب گئی۔ کوئی جہاز بندرگاہ سے باہر نہیں جا سکا +

ہز میجسٹی ملکہ قیصر ہند نے اُن مصیبت زدگان امریکہ کو ہمدردی کے اظہار میں ایک تار دیا ہو جنہوں نے ۸ صوبجات متحدہ کے سیلاب کے باعث بڑا بھاری نقصان اُٹھایا

بریلی میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو مار ڈالا اور جب وہ جیل خانہ میں قید کیا گیا تو اُسکے احاطہ کے کوئیں میں خود بھی ڈوب مرا +

ولائت کی خبروں سے معلوم ہوا کہ لارڈ کرزن نے فرمایا ہو کہ ہندوستان خودغرضی سے وفادار ہو صداقت سے وفادار نہیں ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی وفاداری خودغرضی سے خالی نہیں + ق-ا-

سرحد کابل کی خبریں

باجوڑ سے خبر ملی کہ عمرا خان جندول اور شریف خان دہیر سے مقام براول میں ۲۷ مئی کو سخت لڑائی ہوئی - اس جنگ میں ۱۵ ہزار آدمی شریک تھے عمرا خان کے ۱۶۰ - آدمی مارے گئے اور دو زخمی ہوئے - شریف خان کے ۴۰ - آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ مجروح ہوئے - باوجود اسقدر نقصان ہونے کے کھیت عمرا خان کے ہاتھ رہا - اور اُسنے باندی اور براول پر قبضہ کر لیا - اب عمرا خان نے ۴ توپیں درہ کاندی کو بھیجیں جہاں شریف خان حملہ کی تیاری کر رہا ہی - احتمال ہی کہ سدراول میں سخت ہنگامہ برپا ہو - شریف خان نے امیر جنرل سے مدد مانگی ہی - اُدھر عمرا خان نے رئیس سدراول کو پکڑ کر قید کر لیا ہی - اور سر قلم کرنے کی دھمکی دے رہا ہی - اگر عمرا خان نے دہیر پر قبضہ کیا تو سرکار انگریزی خود مداخلت کریگی - تاکہ تمام ملک کو جنگ میں مبتلا نہ ہونے دے +

لودیانہ

ہفتہ گذشتہ میں شہر میں یہہ خبر اُڑی کہ پرانے بازار میں ایک چشمہ پانی کا برآمد ہوا ہی اور اُسپر جو کچھ جہلا کے خیالات سننے میں آئے اُنکا بیان بسبب طول اور بیفائدہ ہونیکے درج نہیں کرینگے - مگر یہہ عجب ماجرا دیکھنے میں آیا کہ ہندوؤں کی مستورات اور کسی قدر مسلمان عورتیں بھی وہاں جا کر اُس جگہہ کو پوجنے اور کچھ بتاشے ریوڑی اور پیسے وغیرہ چڑہانے لگیں - ہندو تو یہہ کہکر پوجنے لگیں کہ گنگا مائی یہاں پرگٹ ہوئی ہی - اور مسلمان یہہ کہ حضرت خضر یا اور کوئی اولیا کی کرامات ظاہر ہوئی ہی - افسوس صد افسوس کہ ابتک اِس زمانے میں بھی ایسے واہی خیالات بکثرت پائے جاتے ہیں - اسکا سبب یہہ ہی کہ مستورات کو علم بخوبی سکھایا نہیں جاتا - آدمی بھی اِن میں شامل تھے - مگر اسقدر نہیں کہ جسقدر عورتیں تھیں - چشمے کی حقیقت یہہ نکلی کہ پاس ایک چوبچہ تھا کہ جس میں سے یہہ پانی کسیطرح پر وہاں نیچے نیچے چلا گیا - اور کوئی سوراخ پاکر ذرہ تھوڑا تھوڑا رسنے لگا - اور جب یہہ حال معلوم ہوا تو چوبچہ خالی کیا گیا اسپر وہ پانی بھی بند ہو گیا - لیکن اب جہلا یہہ اُڑاتے ہیں کہ کوئی حاملہ عورت اُسکو پانو لگا گئی - اسواسطے یہہ بند ہو گیا - واہ! اے ہندوستان ایسی ہی بت پرستی نے تجھے اس نوبت کو پہنچایا ہی - کب تک تیری یہہ حالت رہیگی؟ +

ایک اور عجیب واقعہ ہوا کہ ایک ہندو عورت مر گئی اور اُسکو دریا پر جلانے کیواسطے لے گئے اور جبکہ چتا جنی گئی تو اُسکی چھاتی پر زیادہ لکڑیاں رکھے جانیکے سبب سے اُسکا مُنہہ جو پہلے بند تھا کھل گیا - اسپر تمام لوگ ڈر گئے اور سمجھے کہ مردہ زندہ ہو گیا - اور کئی ایک آدمی ڈاکٹر برج لال صاحب اسسٹنٹ سرجن کے پاس دوڑے گئے - صاحب موصوف بھی فوراً موقعہ پر پہنچے - اور مردہ کا ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت درحقیقت مردہ تھی اور لوگوں کا خیال خام تھا +

ہم افسوس کرتے ہیں کہ منشی دیویداس صاحب نصف لودیانہ کی تبدیلی انبالہ ضلع امرتسر ہو گئی ہی - اکثر احباب اُنکے جانے سے رنجیدہ خاطر ہیں - منشی صاحب کے بجائے بابو بھانامل صاحب تشریف لاتے ہیں - بابو صاحب موصوف پیشتر بھی کچھ مدت یہاں کام کر گئے ہیں +

نور افشاں - مطبوعہ ۱۳ جون کی لوکل خبروں میں ہمنے مختصراً ماسٹر جیکشن صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ہند سکول کے علیحدہ ہونیکے بارے میں لکھا تھا اسپر ایک آریا اخبار بھارت سدھار میں بہت کچھ سخت سُست اور ناشائستہ اور بد تہذیبی کے کلمے تحریر کرنیکے بعد جو کہ آجکل اِن دیانندیوں کی ذاتی فطرتی بلکہ جبلّی عادت ہو گئی ہی (لیکن ہم اُنکے موافق اپنے آپ کو بنانا نہیں چاہتے اور اسی لئے اُنکی بدزبانی اور کفر کو نظر انداز کرتے ہیں) لکھتا ہی کہ "میاں ایڈیٹر جیکشن نے خود استعفا نہیں دیا بلکہ ایک خاص وجہ تھی جسکے سبب سے اُن کو خود سماج نے علیحدہ کیا" ہم کو تمام واقعات کی پوری پوری خبر ہی - اور جسطرح پر کہ ماسٹر صاحب علیحدہ ہوئے وہ بھی ہم جانتے ہیں - اور یہہ بات کہ اُنہوں نے استعفا نہیں دیا بلکہ خود علیحدہ کئے گئے اگرچہ کسی قدر سچ بھی ہو مگر اصل حقیقت تو یہہ نہیں بسبب طول کے اب ہم اِس جگہہ تو اُسکا ذکر نہیں کرتے مگر ہم آئندہ کسی دوسری جگہہ اُسکا کچھ بیان کرینگے - پر ہم بہایت خوش ہونگے اگر ہمارے ماسٹر جیکشن صاحب خود اپنے تمام حالات کا پورا بیان لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں - تو ہم اُسکو درج اخبار کرینگے - کیونکہ اُن کے بیان سے کیفیت خوب کھل جائیگی +

ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمعصر موصوف جو بھارت سُدھار کے نام سے مشرف ہیں بھارت بگاڑ کیوں بنتے ہیں - اور ایسے ناشائستہ مضمون اپنے اخبار میں کیوں درج کرتے ہیں - کہ جنمیں کسی کو اُلّو کسی کو خر پر کسی کو کچھ صاف شخصی تو ہیں لکھی ہوئی ہو شاید یہہ خیال ہی کہ نامہ نگاروں کی تحریر تو ہماری نہیں - اور اسلئے ہم اُسکے ذمہ وار نہیں لیکن جناب من اخبار تو آپ کا ہی ایسے مضامین سے تو ضرور آپ کے اخبار کی تہذیب اور شرافت میں فرق آویگا اور آپکی ہردلعزیزی میں فرق ضرور پڑیگا - خیر آپ مالک اخبار ہیں جو کچھ آپ چاہیں شائع کر سکتے ہیں - مگر عاقل اسبات کو بالکل پسند نہ کرینگے - کہ ایسے آرٹیکل کسی عمدہ اخبار میں دیکھیں +

موسم گرما اُسیطرح زور پر ہی - دو تین روز سے گرد و غبار گھرا ہوا ہی - جس سے کچھ دھوپ تو کم معلوم ہوتی ہی - لیکن گرمی سے تو جان بلب آجاتی ہی - گرمی کے مارے زبان سے توبہ ہی توبہ نکلتی ہی - لیکن منگل کی رات کو اچھی بارش ہو گئی اب کسیقدر جان میں جان آگئی ہی +

صحت اچھی ہی - پیدائش ۴۲ - اموات ۲۰

امریکن مشن پریس لودیانہ میں پادری ای - پی نیوٹن صاحب کے اہتمام سے چھپا